تازہ کیا گویا ؎ "من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را!" (مترجم)

بایں ہمہ حضرت مجددؒ کے یہاں بھی حنفیت میں غلو اُسی شدّت کے ساتھ موجود ہے جو مُسلم انڈیا کی پوری تاریخ کا جزوِ لاینفک ہے۔ گویا حضرت مجددؒ کی مساعی سے اسلام ہند میں اس مقام تک تو پہنچ گیا جہاں سے (دورِ غلاماں میں) اس کا آغاز ہوا تھا لیکن ؎ "دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو!" کا عمل اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔

البتّہ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی خدمات کو اس سمت میں ایک مزید قدم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ شیخ محدّثؒ کی شخصیّت بعض پہلوؤں سے تو حضرت مجددؒ ہی کی شخصیّت کا ظلّ معلوم ہوتی ہے لیکن بعض دوسرے اعتبارات سے اُن کی حیثیت تقریباً ایک ڈیڑھ صدی بعد طلوع ہونے والے آفتابِ رُشد و ہدایت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے پیشرو یا مقدمۃ الجیش کی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ صوفی بھی تھے اور خواجہ باقی باللہ ہی کے مرید بھی لیکن اس کے باوجود کہ انہیں بھی وحدتُ الوجود سے بُعد تھا وہ اس کی تردید میں اس درجہ سرگرم نظر نہیں آتے۔ اسی طرح وہ حنفی بھی تھے لیکن متشدد نہیں بلکہ فقۂ حنفی کا رشتہ حدیثِ رسولؐ کے ساتھ جوڑنے کی سعی اوّلاً انہی سے شروع ہوئی۔ ان دونوں پہلوؤں سے تو وہ شیخ مجددؒ اور امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ کے بین بین نظر آتے ہیں لیکن اس اعتبار سے کہ امام الہندؒ نے اسلام کا رشتہ آس کی اصلِ ثابت یعنی قرآنِ حکیم کے ساتھ از سرِ نو قائم کرنے کی کوشش کا آغاز کیا اور شیخ محدّثؒ نے دین کا تعلّق اُس 'اصلِ ثابت' کی 'فرعِ اوّل' کے ساتھ قائم کرنے کی کوشش کی، اُن کی شخصیت حضرت امام الہندؒ کی شخصیّت کا مقدّمہ یا دیباچہ نظر آتی ہے ——— اور واقعہ یہ ہے کہ یہی حضرت محدّث کی اصل خدمت (CONTRIBUTION) ہے۔ کہ انہوں نے علمِ حدیث کا پودا سرزمینِ ہند میں لگایا۔ اور حدیثِ رسولؐ کی باقاعدہ درس و تدریس کا بھی آغاز کیا اور اس سے متعلق تصنیف و تالیف کا بھی! چنانچہ خود انہوں نے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اُن کے صاحبزادے شیخ الاسلام نورالحقؒ نے صحیح بخاری کو فارسی میں منتقل کیا۔ مزید برآں انہوں نے مشکوٰۃ کی ایک مفصّل شرح (لمعات التنقیح) عربی زبان میں اور اس سے بھی زیادہ طویل شرح (اشعۃ اللّمعات) فارسی